ائمۃ المکفرین کے امام کو انتباہ۔احمدیت اس قوم کی نجات اور ترقی کی ضمانت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

جب سے میں نے تمام دنیا کے مکذبین کو اور خصوصاً ان مکذبین کو جن کو ائمۃ المکذبین والمکفرین کہا جاسکتا ہے مباہلے کی دعوت دی ہے۔ بہت سے احمدی سوال کرتے ہیں کہ کیا اس عرصے میں کسی نے اس مباہلے کی دعوت کو قبول کیا یا نہیں۔ بعض علماء نے ضمناً ذکر تو کیا ہے بعض نے کچھ بہانہ جوئی بھی کی ہے مباہلے سے احتراز کیلئے لیکن جنہوں نے واضح طور پر اخبار میں اعلان کر کے اس مباہلے کے چیلنج کو یا دعوت کو قبول کیا ہے سر دست وہ ایسے قابل ذکر لوگ نہیں کہ جو قوم کے سامنے ایک نشان بن سکیں۔ اس لئے اس موضوع پر کچھ کہنے سے پہلے ہمیں کچھ اور انتظار کرنا ہوگا۔ دوسرے جماعت کی طرف سے باقاعدہ دس تاریخ کے جمعہ کا چیلنج چھپوا کر ان مخالفین کو پیش نہیں کیا گیا اور جو کچھ انہوں نے سنا ہے وہ شنید کے طور پر ہے ان کیلئے، شرطیں ان کے سامنے معین ابھی پیش نہیں ہوئیں۔ وہ جھوٹ جن کا میں نے ذکر کیا تھا تفصیل کے ساتھ کہ سب جھوٹے الزام ہیں ان کے متعلق اخبارات میں اس تفصیل سے خبریں شائع نہیں ہوئیں۔ اس لئے جو معاندین ہیں، مخالفین ہیں ان کو بھی ان کا حق دینا چاہئے جب تک باقاعدہ ان تک تحریری صورت میں مباہلے کی تفصیل نہ پہنچے، ان کو مطالعہ کا موقع نہ ملے، اعتراض کا حق استعمال نہ کر سکیں اس وقت تک یہ امید رکھنا کہ سارے فوری طور پر اس دعوت کو

قبول کرلیں گے یہ درست نہیں ہے۔تو اب جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ باقاعدہ وہ چیلنج چھپوالیا گیا ہے اور شرطیں بالکل واضح اور کھول کر بیان کردی گئی ہیں اور عام دعوت دی گئی ہے علماء کو کہ جو بغور پڑھنے کے باوجود ان باتوں کو پھر بھی یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جھوٹی ہے اور وہ سچے ہیں تو وہ اس چیلنج کو پھر قبول کریں اور اس کو شائع کریں۔اپنے دل میں قبول نہ کر بیٹھیں بلکہ شائع کریں اور وہ لوگ جو شرارت میں پیش پیش ہیں وہ اگر قبول اس طرح نہ بھی کریں اور شرارت سے باز نہ آئیں تو یہ بھی ان کا چیلنج قبول کرنے کے مترادف ہوگا۔تو ان دو باتوں کے پیش نظر ہمیں کچھ انتظار کرنا چاہئے۔

جس قماش کے لوگوں نے قبول کیا ہے اس کی مثال میں دیتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ وہ قابل ذکر لوگ ہیں مثلاً ایک اللہ یار ارشد ہے جس قسم کے لوگوں کو ربوہ پہ مسلط کیا گیا تھا کہ دن رات جھوٹ اور گند بک کر اہل ربوہ کے لئے روحانی اذیت کا موجب بنیں یہ ان کے سربراہ ہیں اور دن رات جھوٹ بولنا ان کا کام ہے۔پاکستان میں کہیں کوئی واقعہ ہو جائے دوسرے دن اللہ یار ارشد کا بیان چھپ جائے گا کہ یہ احمدیوں نے کروایا ہے۔ہتھوڑا گروپ بھی احمدی تھے،قتل وغارت کے جو واقعات ہوئے وہ بھی احمدی کرواتے ہیں،جہاں دھماکہ ہوتا ہے وہ احمدی کرواتے ہیں۔کوئی ایسا واقعہ جو ملک اور قوم کے لئے تکلیف دہ ہو،پاکستان میں رونما ہوا ہو وہ ہر واقعہ اللہ یار ارشد صاحب کے نزدیک احمدی کرواتے ہیں یعنی جھوٹ کی فیکٹری لگی ہوئی ہے۔ایسا شخص جو کذب اور افتراء میں اس مقام کا انسان ہو یا اس مقام کی چیز ہو وہ یہ اعلان کرے کہ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ اس کی حیثیت کیا ہے؟ ایسے لوگ اگر خدا کے عذاب کے نیچے پکڑے بھی جائیں اور پکڑے جاتے ہیں تو قوم ان کو محسوس بھی نہیں کرتی۔نہ ان کے آنے کو محسوس کرتی ہے نہ ان کے جانے کو محسوس کرتی ہے۔حالت یہ ہے افتراء کی کہ جن دنوں میں مباہلے کا چیلنج قبول کر رہے ہیں انہی دنوں میں یہ اعلان شائع ہو رہا ہے ان کی طرف سے کہ ”قادیانیوں کی طرف سے صدر ضیاء کے خلاف مہم چلانے کے لئے بعض لیڈروں کو فنڈز فراہم کرنے کی پیشکش۔مرزا طاہر کی ہدایت پر خصوصی وفد تشکیل دے دیا گیا“۔اندازہ کریں کہ اگر میں نے کوئی فنڈز مہیا کرنے تھے تو اللہ یار ارشد سے مشورہ کر کے مہیا کرنے تھے یا میرے وفد نے جا کے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر

پوچھنا تھا کہ بتایئے ہم آگے کس طرح بڑھیں اور کیا کارروائیاں کریں یا جن کو مہیا کرنے تھے انہوں نے دوڑے دوڑے اللہ یار ارشد کے پاس پہنچنا تھا کہ مشورہ دو کیا کیا جائے۔ ایسے جھوٹ ایسی فساد کی باتیں ہیں اور ایسی گندی زبان ہے کہ سوائے اس کے کہ ایسا شخص تعفن پھیلا رہا ہو اور اس کے وجود کا مقصد کوئی نہیں صرف ایک مصیبت ہے کہ جو جسمانی منہ سے بدبو آتی ہے اس کو آپ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ پھیلا نہیں سکتے لیکن ایسے منحوس لوگوں کے منہ سے جو بدبوئیں نکلتی ہیں وہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے پھیلا دی جاتی ہیں اور سارے ربوہ میں اس شخص کا تعفن ہر روز پھیلتا ہے۔ ایک عذاب ہے روحانی طور پر اہل ربوہ کے لئے اور وہ اس کو برداشت کر رہے ہیں۔ خدا کی خاطر برداشت کر رہے ہیں۔ یہ وہی تکلیفیں ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تم برداشت کرتے ہو تو اللہ کے پیار اور رحمت کی نظر تم پر پڑتی ہے ان کو تو جزا ملے گی مگر ایک ایسا شخص مباہلے کا چیلنج قبول کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں آگے سامنے آتا ہوں اس کے پیچھے ہے کون، کون لوگ ہیں جو ایسے شخص کو اپنا سربراہ بناتے ہیں؟ ان کا اپنا گاؤں ان کے پیچھے نہیں ہے۔ اس لئے جو میں نے ذکر کیا ہے کہ اس قماش کے لوگ ! یہ ایک مثال میں نے کھول دی ہے کہ ایسے لوگوں کا ذکر کر کے میں اپنا وقت ضائع کروں اور کہوں کہ فلاں نے قبول کر لیا اور فلاں نے قبول کر لیا۔ ان کے قبول کرنے یا نہ کرنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہاں اگر قبول کریں گے تو اپنی اپنی جگہ ایک چھوٹے سے دائرے میں جہاں جہاں تک ان کا تعفن پھیل رہا ہے وہاں ضرور نشان بنیں گے اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کہ ایسے لوگوں کے متعلق ان کے اپنے محدود دائروں میں ہی نشان ظاہر فرما دے۔

جہاں تک صدر پاکستان ضیاء صاحب کا تعلق ہے ان کے متعلق ہمیں ابھی ان کو کچھ وقت دینا چاہئے ابھی ابھی انہوں نے کچھ سیاسی کارروائیاں کی ہیں اور اگرچہ وہ اسلام کے نام پر کی ہیں مگر بہرحال سیاسی کارروائیاں ہیں اور ان میں وہ مصروف بہت ہیں۔ ابھی تک ان کو یہ بھی قطعی طور پر علم نہیں کہ آئندہ چند روز میں کیا واقعات رونما ہو جائیں گے۔ اس لئے ہوسکتا ہے وہ تردد محسوس کرتے ہوں کہ یہ نہ ہو کہ ادھر میں چیلنج قبول کروں ادھر کچھ اور واقعہ ہو جائے۔ اس لئے جب تک ان کی کرسی مضبوط نہ ہو جائے، جب تک وہ اپنے منصوبوں پر کاربند نہ ہو جائیں اور محسوس نہ کریں کہ ہاں اب وہ

اس مقام پہ پہنچ گئے ہیں جہاں جس کو چاہیں چیلنج دیں، جس قسم کی عقوبت سے ڈرایا جائے اس کو وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے قبول کریں۔اس مرتبے و مقام تک ابھی وہ پہنچے نہیں ہیں۔اس لئے ہم انتظار کرتے ہیں کہ خدا کی تقدیر دیکھیں کیا ظاہر کرے لیکن **چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ تمام آئمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے۔جنہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں اور اس ظلم کے پیچھے پڑ کر جھانکنے کی کوشش کی ہے کہ جو میں نے حکم جاری کیا تھا وہ جاری ہو بھی گیا ہے کہ نہیں اور ایک معصوم احمدی کیسے تکلیف محسوس کر رہا ہے۔جب تک یہ پتا نہ چلے ان کو لذت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔اس کا اپنے ظلم وستم میں اسی طرح جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج کو قبول کرلیا ہے۔**اس لئے اس پہلو سے بھی وقت بتائے گا کہ کس حد تک ان کو جرأت ہے خدا تعالیٰ کے مقابلے کی اور انصاف کا خون کرنے کی۔جہاں تک ان کی سیاسی کارروائیوں کا تعلق ہے ہم سیاسی جماعت نہیں ہیں لیکن چونکہ اس سیاسی کارروائی کو اسلام کے نام پر کیا گیا ہے اس لئے ایک مذہبی جماعت کے طور پر جو اسلام کی خادم ہے ہمیں اس کارروائی میں دلچسپی لینی چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ اسلام کے حق میں انہوں نے کیا کارروائیاں کی ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ کہ ایک اعتراف ہے کہ اب تک اس ملک میں اسلام کے لئے کچھ بھی نہیں ہوسکا اور جو کچھ کیا جاچکا تھا اس پر پچھلے تین سال میں منتخب حکومت نے پانی پھیر دیا ہے بلکہ اسلام کو پہلے سے بہت ہی زیادہ بدتر اور نہایت ہی ناگفتہ بہ حالت تک پہنچادیا ہے اور پھر انہوں نے اس دور کے واقعات گنائے ہیں جو گزشتہ تین سالہ دور کے واقعات ہیں کہ ان میں رشوت بڑھی، ان میں فساد بڑھا، ان میں قتل و غارت بڑھا۔یہ ہوا اور وہ ہوا یہ ساری اسلام کے منافی باتیں ہیں۔یہ بالکل درست ہے ہر احمدی اس بات سے اتفاق کرے گا کہ یہ ساری اسلام کی منافی باتیں ہیں اور جو سربراہ بھی قوم کا یہ عزم لیکر اٹھے کہ وہ اسلام کے منافی باتوں کا قلع قمع کرے گا اور اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کرے گا وہ ہم سے جتنی چاہے دشمنی رکھے اس کوشش میں جماعت احمدیہ اس کے ساتھ ہوگی کیونکہ ہم اسلام سے محبت کرنے والے ہیں اور اسلام سے سچی محبت کرنے والے ہیں۔کسی قیمت پر بھی ہمیں اسلام کا نقصان برداشت نہیں ہے۔اس لئے سارے پاکستان کی جماعت کا بالخصوص یہ

فرض ہے کہ وہ اسلام جس کی تفصیل انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلامی اخلاق کو نافذ کرنا، اسلامی قدروں کو نافذ کرنا، خلاف اسلام باتوں کو معاشرہ سے دور کرنے کی کوشش کرنا اس میں جماعت احمدیہ کو صدر پاکستان سے ہر قسم کے اختلاف یا ان سے شکووں کے باوجود ان کی تائید کرنی چاہئے اور امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے سوا کسی نے ان کی تائید کرنی بھی نہیں اس معاملہ میں۔ایک ہی جماعت ہے صرف جو اس دعوت اشتراک میں سب سے آگے بڑھے گی۔ایک ہی جماعت ہے جو جانتی ہے اس قول کا مطلب کہ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران:۶۵) اے لوگو! مخالفتوں کے باوجود،اختلاف کے باوجود ان نیک باتوں میں اکٹھے ہو جاؤ جن کا تم بھی دعویٰ کرتے ہو اور ہم بھی دعویٰ کرتے ہیں اس لئے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ اعلان ان کا بہت اچھا ہے کہ اسلام کو فی الحقیقت نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن یہ درست نہیں کہ ڈنڈے سے یہ اسلام نافذ ہو سکتا ہے۔اس میں جماعت احمدیہ کو سو فیصدی اختلاف ہے۔سوال یہ ہے کہ جس اسلام کو یہ نافذ کرنے کا عزم کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے نافذ، وہ کن لوگوں پہ نافذ کریں گے جن کو خدا نماز کی توفیق دیتا ہے اور نہیں پڑھتے،جن کو خدا تعالیٰ ظلم سے باز رہنے کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ تلقین فرماتا ہے اور وہ تلقین کے باوجود ظلم سے باز نہیں رہتے۔جن کو جب موقع ملے ڈاکہ زنی کرتے ہیں، جب توفیق ملے رشوت ستانی میں ملوث ہو جاتے ہیں گویا وہ ساری برائیاں جن کا نقشہ صدر پاکستان نے اپنی تقریر میں کھینچا ہے وہ تمام کی تمام ایسی برائیاں ہیں جن سے رکنے کا بندے کو اختیار ہے اور ان کے نزدیک ساری قوم اس میں ملوث ہو چکی ہے اور تین سالہ جمہوریت نے اس ہر بدی میں اس قوم کو آگے بڑھا دیا ہے۔تو اسلام پھر نافذ نہیں ہے وہاں۔جس قوم کے اوپر یہ نافذ کرنا چاہتے ہیں وہ عملاً اپنے غیر مسلم ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔یہ اس کا منطقی نتیجہ نکلتا ہے کیونکہ اگر اسلام یہ ہے اور قوم اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ عملاً رد کر چکی ہے بحیثیت قوم تو ایسی قوم جو اسلام کو رد کر چکی ہو اس کے نام پر اسلام کو لانا یہ ویسے ہی غیر معقول بات ہے اور پھر اس کے مقابل پر اس تجزیہ میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ دراصل اسلام اگر آیا تھا اس قوم میں یا اس ملک میں تو صرف مارشل لاء کے آٹھ سال میں آیا تھا یعنی گیارہ سال میں سے کہتے ہیں تین سال تو ہمارے ضائع ہو گئے جمہوریت کے تجربے میں۔جو پہلے آٹھ سال تھے اس میں اسلام آ گیا تھا اور مارشل لاء سے بڑھ کر اسلام کبھی نافذ

نہیں ہوا۔ پھر بد بخت جمہوریت آ گئی اس نے ستیاناس کر دیا۔ یہ ہے سارا تقریر کا خلاصہ اور نتیجہ۔

نتیجہ یہ کہ تین مہینے کے اندر اندر میں دوبارہ جمہوریت نافذ کر دوں گا اور مارشل لاء کبھی نہیں آئے گا۔ عجیب بات ہے حیرت انگیز نتیجہ نکالا جا رہا ہے اگر مارشل لاء واقعی اسلام لیکر آیا تھا اور پاکستان میں صرف اسلام صرف ان آٹھ سال میں نظر آیا ہے جبکہ ان کا نافذ کردہ مارشل لاء تھا اور تین سال تک انہوں نے صبر کے ساتھ جمہوریت کے ساتھ گزارہ کیا اور دیکھتے رہے کہ شاید اس جمہوریت کی اصلاح ہو جائے اور اسلام قبول کر لے لیکن وہ بد بخت جمہوریت ہر غیر اسلامی قدر میں آگے بڑھتی چلی گئی اور کلیۃً غیر مسلموں والی حرکتیں کرتی رہی۔ یہ ہے وہ صورت جو ان کے تجزیے سے ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ سب دیکھنے کے باوجود بلکہ یہ فیصلہ کرنے کے باوجود کہ ایسی خبیث جمہوریت کو زندہ نہیں رہنے دینا جو آٹھ سالہ اسلام لانے کی کوششوں کو تین سال میں ملیا میٹ کر دے اور اس جمہوریت کو واقعی مٹا دینے کے بعد اگلا اعلان یہ ہے کہ تین مہینے کے اندر میں دوبارہ جمہوریت نافذ کر دوں گا۔ وہ جمہوریت کہاں سے آئے گی؟ سوال یہ ہے کہ پہلی جمہوریت جس قوم کی مٹی سے بنی تھی وہی مٹی قوم کی پھر بھی رہے گی، اسی مٹی کے خمیر سے اگلی جمہوریت نے پیدا ہونا ہے۔ وہ کس طرح اسلام نافذ کر دے گی؟ اس لئے عجیب وغریب منطق ہے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ اسلام کس طرح نافذ کر سکتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ غور نہیں کرتے جو لوگ اسلام نافذ کر سکتے تھے ان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اعمال سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ جن کو اسلام سے روکنے کے لئے قانون بنانے پڑتے ہیں اور قوانین کے باوجود اسلام سے نہیں رکتے، ایک وہ لوگ ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کو اسلام پر نافذ کرنے کے لئے قوانین بنانے پڑتے ہیں اور قوانین بنانے کے باوجود اسلام پر عمل نہیں کرتے۔ یہ سائیڈ کیوں نہیں بدل لیتے اپنی، اگر اسلام سے سچی محبت ہے، دعووں میں سچے ہیں تو صرف طرف بدلنے والی بات ہے۔

ادھر آ کر کھڑے ہو جائیں جہاں قانون بھی بنا دئے جائیں تو اسلام پر عمل درآمد سے نہیں رکتے وہ لوگ۔ جیلوں میں جاتے ہیں، ماریں کھاتے ہیں، قتل ہوتے ہیں، ہر قسم کے انسانی حقوق سے محروم کئے جاتے ہیں، ہر قسم کے اقتصادی حقوق سے محروم کیے جاتے ہیں، تمدنی حقوق سے محروم

کئے جاتے ہیں، تعلیمی حقوق سے محروم کئے جاتے ہیں، گلیوں میں بے عزت اور ذلیل کئے جاتے ہیں، ان کی مسجدیں مسمار کی جاتی ہیں لیکن عجیب جواں مرد ہیں کہ قانون اور سارے قانون کے ظالمانہ ذرائع ان کے مقابل پر کھڑے ہیں لیکن اسلام پر عمل درآمد سے نہیں رکتے۔ نمازیں پڑھتے ہیں قربانی دے کر، قیمت ادا کرنی پڑتی ہے نمازوں کی، مسجدوں میں جاتے ہیں اپنی عزت اور جان کو ہتھیلی میں لیکر۔ ان کا ہر قدم جو نیکی کی طرف اٹھتا ہے اس کے مقابل پر ایک شیطان کی تلوار ان کے سر کے اوپر لٹکائی جاتی ہے اور دھمکایا جاتا ہے کہ نیکی کی طرف اٹھانے والے قدم روک لو ورنہ تمہیں اس کی قیمت دینی پڑے گی۔ پھر بھی وہ قوم عجیب قوم ہے جو نیکی کی راہوں پر آگے بڑھنے سے نہیں رکتی، نہیں باز آرہی۔

ایک اس کے مقابل پر ایک اور قوم ہے جس کی سربراہی کا جنرل ضیاء الحق صاحب کو دعویٰ ہے وہ کہتے ہیں میں مسلمان ہوں، قوم مسلمان نہیں، مجھے اسلام سے ایسی محبت ہے کہ اس بدبخت قوم کو زبردستی مسلمان بنا کے چھوڑوں گا اور جس طرح پہلے آٹھ سال میں کوڑے مار کر اور سزائیں دے کر اور سنگسار کرنے کی دھمکی دے کر ہم نے کسی نہ کسی حد تک مسلمان بنا کے دکھا دیا تھا۔ اب تین سال کی جو گندگی پھیلی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ہمیں دوبارہ وہی اقدامات کرنے پڑیں گے۔ ڈنڈے کے زور سے ان لوگوں کو مسلمان بناؤں گا۔ پوچھنے والی بات یہ ہے کہ جو ہیں نہیں ان کو مسلمان کہتے کیوں ہو اور جو ہیں ان کو غیر مسلم کیوں کہتے ہو؟ تھوڑا سا نظر کا فرق ہے اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو سہی کہ اسلام ہے کہاں۔ جہاں اسلام ہے اگر اسلام سے سچی محبت ہے تو اس طرف چلے جاؤ لیکن اس کے باوجود یہ دیکھ نہیں رہے ان کو سمجھ نہیں آرہی، جب تک یہ احمدیت کی مخالفت نہیں چھوڑتے اور احمدیت کو قوم میں خدا اور رسول کی خاطر اصلاحی کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتے، اس وقت تک ان کے نیک ارادے (اگر وہ نیک ہیں واقعۃً) اور ان کے تمام اسلام کی خاطر بنائے جانے والے منصوبے بالکل ناکام رہیں گے۔ ان میں کوئی بھی برکت نہیں ہوگی۔ کوئی بھی جان نہیں پڑے گی۔

جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے اسلامی اخلاق اور اسلامی عادات اور اسلامی اعمال کا امین بنایا ہے اور جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ نصیحت کے ذریعہ، نیک مثال کے ذریعہ اور جان و دل کی قربانی کے ذریعے معاشرے کو اسلامی قدروں کی طرف واپس لانے کی

کوشش کرے۔اس جماعت کو آپ نے الگ کر کے رکھ دیا ہے جو آپ کی بات نہیں مانتے ان کو آپ زبردستی ڈنڈے کے زور سے مسلمان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ چلے گی نہیں بات یہ ہو نہیں سکتا۔

پھر جن ملاؤں کو آپ نے آگے کیا اور اٹھایا اور مسلمانوں پر مسلط کیا ان کا کیوں نہیں جائزہ لیتے بجائے جمہوریت کا جائزہ لینے کے؟ تین سالہ جمہوریت نے جو کچھ کیا وہ ان کا دائرہ سیاسی دائرہ تھا اور ان کی اپنی جو حالت تھی آپ کو بھی علم تھا کہ کیا حالت تھی، کیا کیا کارروائیاں ان کے ساتھ ہوئیں کس کس کارروائی میں آپ شریک تھے، یا نہیں شریک تھے ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں ہے۔قوم جانے اور آپ جانیں ایک دوسرے کا احتساب کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق بخشے ہماری تو صرف یہی تمنا ہے لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ اس سارے عرصے میں پاکستان کا ملاں اس بات سے کلیۃً بے نیاز رہا ہے کہ پاکستان کی گلیوں میں کیا ہو رہا ہے اور آپ نے بھی ان کو زکوٰۃ دے دے کر ایک ہی طرف لگائے رکھا ہے کہ اسلام کی خدمت کرنی ہے تو احمدیوں کے اوپر ڈنڈے لے کر چڑھ دوڑو اور دن رات ان کے خلاف بکواس کرتے رہو، گندے بیان دیتے رہو، گالیاں دیتے رہو، جھوٹ اچھالتے رہو، یہ اسلام کی خدمت ہو رہی ہے۔اگر یہ اسلام کی خدمت ہے تو وہ تو جیسے مارشل لاء میں ہو رہی تھی ویسے ہی جمہوریت میں بھی ہو رہی ہے۔اس میں تو کوئی بھی فرق نہیں پڑا۔ اسی طرح کھلے بندوں، کھلے بازاروں میں یہ خدمت چلتی پھرتی رہی ہے اور کوئی بھی روک پیدا نہیں ہوئی۔اس میں تو جونیجو صاحب کا کوئی قصور نہیں بیچاروں کا۔یہ بات آپ کو کیوں نظر نہیں آتی یہ سیدھی سادھی بات ہے میں نصیحت کے رنگ میں آپ کو بتانی چاہتا ہوں کہ اس سارے عرصے میں جو آٹھ سال کا عرصہ کہیں یا گیارہ سال کا عرصہ، پاکستان کے عوام جو نماز ترک کرتے رہے ہیں کس کی ذمہ داری تھی ان کو نمازوں کے اوپر کاربند کرانے کی، مولوی کی ذمہ داری تھی۔وہ جو بے حیائیوں میں بڑھتے رہے ان کو حیا کی طرف واپس لانے کی ذمہ داری کس کی تھی؟ مولوی کی ذمہ داری تھی کیونکہ وہ مذہبی رہنما ہے۔وہ لوگ جو دن بدن نشوں کے عادی ہوتے رہے ہیں شراب خوری اور قمار بازی میں مبتلا ہوتے رہے ان کو ان چیزوں سے روکنے کی ذمہ داری کس کی ذمہ داری تھی؟ اولین ذمہ داری مولوی کی ذمہ داری تھی کیونکہ مولوی مذہبی رہنما ہے۔جس کی آنکھوں کے سامنے ڈاکے پڑے، جس کی آنکھوں کے سامنے عورتوں کی عزتیں لوٹی گئیں، جس کی آنکھوں کے سامنے معاشرے کو ہر قسم کے

گندے ناسور سے بھر دیا گیا ہر قسم کی غلاظتوں سے بھر دیا گیا اور وہ خاموش بیٹھا دیکھتا رہا ہے۔اس کو کیوں نہیں آپ نے پوچھا؟ بجائے اس کے کہ ایک اسمبلی کو برطرف کریں ان ملاؤں کو برطرف کریں، ان کا حساب لیں۔ یہ اسلام نافذ کرنا نہ مارشل لاء کا کام تھا نہ سیاسی حکومتوں کا کام ہوا کرتا ہے، نہ ان کے بس کی بات ہے۔ یہ قوم کے مذہبی رہنماؤں کا کام ہوا کرتا ہے پس اگر قوم ناکام ہوئی ہے تو مذہبی رہنما ناکام ہوئے ہیں ان کو غلط سمتوں میں چلانے کے ذمہ دار آپ ہیں۔آپ نے ان کو اسلام کی تو ہوش ہی نہیں آنے دی، اسلام پر عمل درآمد سے روکنے پر وہ مامور رہے ہیں ان کی پشت پناہی آپ کرتے رہے ہیں، ان کو زکوۃ کے پیسے دیتے رہے ہیں، ان کا دن رات کام یہ تھا کہ جو نماز پڑھتے ہیں ان کو نماز پڑھنے سے روک دیں ورنہ ان کی دل آزاری ہوتی ہے، جو اذان دیتے ہیں ان کو اذان دینے سے روک دیں ورنہ ان کی دل آزاری ہوتی ہے، جو کلمہ پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کو کلمہ پڑھنے کی شدید سزائیں دیں ورنہ ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ان کی مسجدیں دیکھ کر دل آزاری ہوتی ہے، ان کے مسجد میں آنے جانے کو دیکھ کر دل آزاری ہوتی ہے، ان کی خدمت خلق کو دیکھ کر دل آزاری ہوتی ہے۔اوجڑی کیمپ کے مصیبت زدگان ہوں یا کسی اور مصیبت کے مارے ہوئے جہاں احمدی جائے خدمت خلق کیلئے وہاں ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ اسلام کا تصور ہے کہ جہاں اسلام دیکھو وہاں اسلام کو دیکھ کر بھڑک اٹھو اور کہو کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ اسلام پر عمل ہو رہا ہے تو وہ معاشرہ جو اسلام پر عمل پیرا تھا اس پر تو آپ نے مولوی مسلط کر دیئے کہ ان کو اسلام پر عمل نہیں کرنے دینا اور دل آزاری کا بہانہ بنا کر جو مظالم چاہو ان پر توڑو اور ساری حکومت کی مشینری تمہارے ساتھ ہے اور جن کو اسلام پر کاربند کرنے کا آپ ادعا کر رہے ہیں ان سے ان کو بالکل غافل رکھا گیا ہے۔ان کے اوپر کیوں نہیں مسلط کیا گیا ان کو، وہاں کیوں نہیں بھجوایا گیا ان کو؟ ان کو زکوۃ کا پیسہ دیتے شوق سے دیتے سعودی عرب سے مانگ کر دیتے، امریکہ سے مانگ کر دیتے، ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں مگر خدمت دین کے لئے دیتے۔ان کو بھجواتے کراچی، ان کو لاہور بھجواتے، ان کو فیصل آباد مقرر کرتے۔انکم ٹیکس کے ساتھ ان کے روابط رکھتے کہ جہاں جہاں انکم ٹیکس کی چوری ہو رہی ہے مولوی پہنچیں اور ان کو ہدایت کریں کہ بھئی چوری نہیں کرنی۔رشوت ستانی کے محکمے کے ساتھ علماء مقرر کر دیتے کہ جہاں جہاں رشوت ستانی کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں وہاں مولوی صاحب ساتھ

پہنچیں ،قرآن لے کر جائیں ،نصیحت ،کریں ہدایت دیں کہ دیکھو خدا کے بندو! کس دین سے تعلق رکھتے ہو خدا کا خوف کرو۔ یہ تو ماننے والی بات تھی ،عقل میں آنے والی بات تھی۔ان کو تو کام ہی اور سپرد کر دیا گیا،ان کو تو اسلام کے نام پر دل آزاری نہیں ہو رہی تھی ان کی ، اسلام بیزاری ہو رہی تھی دراصل امر واقعہ تو یہی ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس سے ان کی دل آزاری تھی وہ حقیقی اسلام تھا۔اذان حقیقی اسلام ہے،نماز حقیقی اسلام ہے،مسجدوں کا قیام حقیقی اسلام ہے،مسجدوں کی تعمیر حقیقی اسلام ہے،کلمہ حقیقی اسلام ہے،غریب کی ہمدردی اور خدمت خلق حقیقی اسلام ہے۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں جن سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔تو دوسرے لفظوں میں اسے دل آزاری نہیں کہنا چاہئے۔اسے اسلام بیزاری کہنا چاہئے اور یہ کوئی محاورہ نہیں حقیقۃً یہی ہے اس کے سوا اس کا کوئی معنی ہی نہیں بنتا۔

تو میں صدر ضیاء الحق صاحب کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مباہلہ قبول کرنے سے پہلے وہ ان باتوں پر غور کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔ مجھے اس لئے یہ خیال آیا ہے ان کو اس نصیحت کا کہ ان کی جو تقریر سنی ہے غالباً پچیس تاریخ کی تھی ،۲۵ /جون کی اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کو خدا خوفی کی طرف خیال ضرور گیا ہے چنانچہ اخباروں میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں انہی خبروں کو پڑھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر اس وقت دل کی نرمی کی حالت ہے تو کیوں نہ اس وقت نصیحت کر دی جائے۔ جب لوہا نرم ہو تو پھر اس کو (Mould) مولڈ کیا جا سکتا ہے اس کو مختلف شکلیں دی جا سکتی ہیں۔سخت دل انسان بھی بعض حالتوں میں بعض خوفوں سے متاثر ہو کر نرم پڑ جایا کرتے ہیں۔اس لئے میں ان کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔وہاں دو خوفوں کا اظہار کیا ہے انہوں نے۔ایک عوام الناس کا خوف اور ایک خدا کا خوف۔ جہاں تک عوام الناس کا خوف ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف آپ کے دل میں پیدا ہو جائے تو عوام کے کسی خوف کی ضرورت نہیں ،وہ شخص جو خدا کا خوف دل میں رکھتے ہیں وہ **لوگ جو خدا کا خوف دل میں رکھتے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کو عوام کے خوف سے نجات بخشا کرتا ہے۔اس کے برعکس قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ جو خدا کا خوف نہیں رکھتے اور انسانوں سے ڈرتے ہیں،خدا کی خشیت اختیار نہیں کرتے بلکہ انسانوں کی خشیت اختیار کرتے ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔**اس لئے اگر آپ گھبرائے ہوئے ہیں حالات سے ،اگر آپ کو مستقبل گھناؤنا اور تاریک دکھائی دے رہا ہے۔اگر خطرات دکھائی دے رہے ہیں آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے تو

ایک ہی علاج ہے کہ خدا کی طرف لوٹیں۔عوام کو جو آپ نے جواب دینا ہے جس طرح چاہیں جواب دیں لیکن سچائی سے دیں گے تو وہ جواب اہمیت رکھے گا۔محض زبان کے جمع خرچ کے ساتھ تو لوگ مطمئن نہیں ہوا کرتے ۔عوام سادہ لوح سہی لیکن پھر بھی اپنے مقصد کی بات سمجھتے ہیں ان کو صاف پتا چل جاتا ہے کہ یہ مقرر دل کی بات کر رہا ہے یا یونہی فرضی باتیں کر رہا ہے اس لئے اگر آپ واقعی ان کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں تو یہ نہ کہیں کہ آٹھ سال مارشل لاء کے زمانے میں ہم نے اسلام نافذ کر دیا تھا جسے تین سال کی جمہوریت نے ستیاناس کر دیا، تباہ و برباد کر دیا۔ یہ باتیں تو کوئی نہیں مانے گا۔موازنے کر کے دکھائیں اعداد و شمار چھپے ہوئے ہیں۔ یہ ان کو بتائیں کہ جب مارشل لاء لگا تھا تو اس وقت اتنی چوریاں ہوا کرتی تھیں، اتنے ڈاکے ہوا کرتے تھے، اتنی قتل و غارت ہوتی تھی، اتنے دھماکے ہوا کرتے تھے شہروں میں، اتنے نمازی تھے اور اتنے بے نمازی تھے، اتنے شراب کے عادی تھے، اتنے نشے کے عادی تھے اور جب مارشل لاء سے جمہوریت نے چارج لیا ہے تو اتنے رہ گئے ۔ایک لاکھ اگر جواری تھا تو وہ پانچ دس رہ گئے، اگر ایک کروڑ رشوت لے رہا تھا تو اس میں چند سو یا چند ہزار تھے آخر پر۔ یہ ہم نے چارج دیا جمہوریت کو اور یہ سارے واقعات چھپے ہوئے ہیں اعداد و شمار کی صورت میں ان کو پیش کر دیں قوم کے سامنے عوام مان جائیں گے اور پھر عوام کا یہ مطالبہ نہیں ہوگا کہ جمہوریت نافذ کرو پھر عوام کا یہ مطالبہ ہوگا کہ خدا کے لئے مارشل لاء نافذ کر دو کیونکہ اسلام کے نام پر یہ ملک لیا گیا ہے اور اسلام کے نام پر اگر واقعۃً کبھی نیکی کا اجراء ہوا ہے تو مارشل لاء کے دور میں ہوا ہے اس لئے خدا کے لئے مارشل لاء دوبارہ لے کے آؤ۔ یہ ایک معقول بات ہوگی، منطقی بات ہوگی۔مگر پھر جو بھی عوام مطالبہ کریں، ان کا حق ہے۔مگر آپ بات تو سچی کریں۔ان کو اعداد و شمار کی صورت میں مطمئن کریں کہ آپ نے یہ یہ نیکیاں پیدا کی تھیں۔جن کو تین سال کی جمہوریت کھا گئی ہے اس لئے آئندہ عوام کے سامنے کھلے ہوئے دو رستے آجائیں کہ خدمت اسلام کرنی ہے تو یہ رستہ اختیار کرنا پڑے گا اور اگر اسلام سے دور جانا ہے تو وہ رستہ اختیار کرنا پڑے گا۔اس کے علاوہ خدا کا خوف اختیار کریں اور انصاف کا آپ جو ادعا کر رہے ہیں وہاں احمدیوں کے بارے میں انصاف جاری کر کے تو دکھائیں۔اپنے متعلق قوم کو جو باور کروانا چاہتے ہیں احمدیوں کے متعلق آپ وہ سلوک کیوں نہیں کرتے؟

اس تقریر کا ایک اور بہت نمایاں پہلو یہ تھا کہ یہ اعلان کیا گیا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ میری

نیت دل میں کیا ہے۔کوئی انسان نہیں جانتا ہے اس لئے مجھ پر بدظنیاں نہ کرو۔بدظنی کی بظاہر تو وجوہات تھیں لوگوں نے یہ باتیں شروع کردیں کہ اسلام صرف اس لئے لا رہے ہیں کہ یہ فیصلہ کرائیں کہ اسلامی شریعت کی رو سے عورت سربراہ نہیں ہوسکتی۔لوگوں نے کہا کہ اسلام کا اس وقت فوراً خیال اس لئے آ گیا ہے کہ یہ فیصلہ کرائیں کہ اسلام میں دو پارٹیاں نہیں ہوں گی اور پارٹی سسٹم ہی نہیں ہوگا اور پھر جس کو ہم ٹکٹ دے دیں گے وہی آ جائے گا،جس طرح بھی چاہیں آجائے گا۔کئی قسم کی چہ میگوئیاں شروع ہوگئی تھیں وہ چہ میگوئیاں ان تک پہنچتی ہوں گی اور غالباً انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے یہ اعلان کیا کہ میری نیت پہ حملے نہ کرو، نامناسب بات ہے، میں تمہارا سربراہ ہوں خدا کا خوف کرو، تمہیں کیا پتا میرے دل میں کیا ہے؟ اس لئے میں جو اپنے دل کی باتیں بیان کرتا ہوں تمہیں ان کو چیلنج کرنے کا کوئی حق نہیں ہاں خدا بہتر جانتا ہے۔اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ کہہ رہا ہوں۔

اپنے لئے تو آپ یہ حق لے رہے ہیں لیکن ایک احمدی جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے تو آپ کا قانون اور آپ کی ہدایات اور آپ کے کارندے اکٹھے ہو کر اس کو ذلیل و رسوا کرتے ہوئے عدالتوں میں گھسیٹتے ہیں اور پھر جیل خانوں میں ڈالتے ہیں اور طرح طرح کی زیادتیاں ان پر کرتے ہیں۔اس وقت یہ حق کہاں چلا جاتا ہے ایک احمدی کا کہ جو ہم دعویٰ کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ ہم سچے ہیں کہ نہیں کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو جس بنیادی حق سے،جس اسلامی حق سے آپ اپنے ملک میں بسنے والے باشندوں کو محروم کر رہے ہیں جن کے حقوق کی حفاظت ہر سربراہ مملکت کا فرض ہے اور اس بارے میں وہ پوچھا جائے گا وہ اپنے لئے وہ حق آپ کس طرح محفوظ کر سکتے ہیں۔اس لئے اس ظلم اور تعدی سے باز آئیں وہ اور تمام بنیادی انسانی حقوق جو اسلام احمدیوں کو دلاتا ہے اور اسلام بنیادی حقوق میں کوئی تفریق نہیں کرتا۔وہ احمدیوں کو دیں اور تقویٰ اختیار کریں اور ناحق ظلم اور تعدی سے باز آجائیں۔پھر آپ کو یہ حق ہے کہ کہیں کہ ہاں خدا مجھے جانتا ہے بلکہ خدا سے آپ توقع رکھیں کہ اللہ آپ پر فضل فرمائے۔ایک معقول بات ہوگی۔پھر بخشش کی توقع بھی رکھی جاسکتی ہے۔بڑے بڑے گناہ گار جو ساری زندگیاں ظلم اور تعدی میں صرف کر دیتے ہیں۔بعض دفعہ ان کے آخری دور کی آخری وقت کی

ایک توبہ بھی ان کی ساری زندگی کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اگر وہ مقبول ہو جائے لیکن توبہ کا سچائی سے تعلق ہے۔ باتوں کی توبہ قبول نہیں ہوا کرتی دل کی نیکی کی توبہ قبول ہوا کرتی ہے اور اس نیکی کے نتیجے میں اعمال میں جو تبدیلی پیدا ہوتی ہے وہ توبہ کی قبولیت کی ضمانت دیتے ہیں۔

اس لئے میں آخر میں یہی نصیحت ان کو کرتا ہوں کہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ وہ کر کیا رہے ہیں تماشا؟ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ جتنی مصیبتیں پڑی ہیں قوم پر یہ آپ کے مظالم کے نتیجے میں پڑی ہیں۔ پاکستانی قوم کا یہ حق ہے کہ احمدیت ان کی خدمت کرے اور امر واقعہ یہ ہے کہ **جب تک آپ یا کوئی اور پاکستان کو احمدیت سے دور رکھتا ہے پاکستان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔** آج احمدیت کے اور پاکستانیوں کے درمیان کے پردے ہٹا دیئے جائیں اور آج یہ جو مصنوعی دیواریں کھڑی کی گئی ہیں دوسرے پاکستانی احمدیوں اور غیر احمدی پاکستانیوں کے درمیان آج ان دیواروں کو منہدم کر دیا جائے آپ دیکھیں یہ قوم کتنی جلد جلد ترقی کرتی ہے۔ **احمدیت اس قوم کی نجات ہے، احمدیت اس قوم کی ترقی کی ضمانت ہے، احمدیت اس بات کی ضمانت ہے کہ احمدیت کے طفیل اور احمدیت کی کوششوں کے ذریعے وہ لوگ جو اسلام سے دور جا رہے ہیں جوق در جوق جوش و خروش کے ساتھ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹیں گے اور وہ جو ڈنڈے اور تلواروں کے خوف سے بھی نمازیں ادا نہیں کرتے وہ احمدیت کی برکت سے خشوع و خضوع کے ساتھ خدا کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہوئے رکوع اور سجدوں میں گریں گے اور مساجد کو آباد کریں گے خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر۔**

یہ توفیق احمدیت کو صرف ملنی ہے احمدیت سے یہ توفیق چھیننے کی کوشش کریں اور ان کے سپرد کرنے کی کوشش کریں جن کو خدا نے ان نیکیوں کا امین نہیں بنایا تو آٹھ سال مارشل لاء کے کیا یا گیارہ سال آپ کی حکومت کے کیا، گیارہ لاکھ سال بھی آپ مسلط رہیں اس قوم پر آپ کبھی اس کو مسلمان نہیں بنا سکیں گے۔ **اسلام کے قیام کی ذمہ داری خدا نے جماعت احمدیہ کو سونپ دی ہے۔ احمدیوں نے اپنے اعمال سے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کے نفاذ کیلئے وہ ہر قربانی کیلئے تیار ہیں۔ اس لئے وہ قوم جس کو خدا نے خدمت دین کیلئے کھڑا کیا ہے اس کے سپرد خدمت دین کریں اور آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کس طرح جلد جلد اسلام حقیقی طور پر لوگوں کے دلوں میں نافذ ہوتا ہے، ان کے اعمال میں نافذ ہوتا ہے، ان کے گھروں میں نافذ ہوتا ہے، ان کی گلیوں اور بازاروں میں نافذ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عقل اور تقویٰ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔**